خونی انتقام

مہر پرویز احمد دولو-میاں چنوں

دیکھتے ہی دیکھتے خوبرو حسینہ نے اپنا روپ بدلا اور پھر دیکھنے والے کی نگاہ میں حیرت ناچنے لگی وہ اپنی جگہ مبہوت ہو کر رہ گیا اس کی آنکھیں پتھرا گئیں اور پھر جو منظر رونما ہوا تو......

حقیقت سے چشم پوشی انسان کو پریشان ہی نہیں بلکہ نشان عبرت بنا دیتی ہے، کہانی پڑھ کر دیکھیں

آج پھر اس نے کام کرنے سے انکار کر دیا تھا وجہ یہ تھی کہ اسے پیٹ بھر کر کھانے کو نہیں دیا گیا تھا، کام سب سے زیادہ وہ کرتی جبکہ کھانا اسے کم دیا جاتا تھا۔

اس دکھ کا اظہار اس نے یوں کیا کہ عین اس وقت جب ٹھیکیدار سر پر موجود تھا اور کام شام تک ہر صورت مکمل کرنا تھا۔ جو زیادہ کام کرتی تھی اسی نے بروقت کام کرنے سے انکار کر دیا اور شیشم کے درخت کے نیچے۔ بچھی چارپائی پر جا کر سو گئی، ماں باپ منت سماجت، پیار، محبت کے ساتھ سختی پر بھی اتر آئے مگر اس کے کانوں پر جوں تک نہ رینگی اٹھنے سے صاف انکار کر دیا تنگ آ کر وہ لوگ گوشت والے سے گوشت لائے، سالن بنا کر اس کے آگے رکھا گیا تو پانچ کلو گوشت کا سالن لمحوں میں ہڑپ کر گئی۔ کھانے سے فراغت پاتے ہی ٹوکری اٹھائی اور سڑک پر ریت اور بجری کی بارش کر دی پورے دن کا کام جو دس افراد نے مل

www.urdupalace.com

کر کرنا تھا اس ایک نے گھنٹے سے بھی کم وقت میں کر دیا۔

کام مکمل ہوتے ہی باپ کو مزدوری کی مد میں دو ہزار ملے، وہ تو خوشی سے نہال ہو گیا بیٹی کی بلائیں لینے لگا اس کی تعریفوں میں زمین و آسمان کے قلابے ملا دیئے۔ ہاتھ اور منہ چوم کر اپنی محبت کا اظہار کرنے لگا۔

☆......☆......☆

بچی کیا پیدا ہوئی تھی دکھوں کے آسمان پر سکھ کا سورج اپنی تمازت سے چمک کر اس گھر میں خوشیوں کی بہاریں لایا۔ دنوں میں مہینوں کی لگتی تھی، تھوڑا عرصہ گزرا تھا کہ قد و قامت بڑھنے لگا سوچ، فکر میں تبدیلی آنے لگی اعضاء کی حرکات کے ساتھ چلنے پھرنے کی کوشش کرنے لگی اس عجیب و غریب صورت حال سے والدین سخت حیران تھے شعور کی پگڈنڈی پر قدم رکھنے کا پتہ ہی نہ چلا۔

بچوں کی ضروریات اور فرمائشیں والدین کو ہلکان کر دیتی ہیں یہ تو لگتا تھا سونے کا چمچ منہ میں لے کر پیدا ہوئی جس چیز کی خواہش کرتی منٹوں میں اس کے سامنے ہوتی ایسے کھلونے اس کے پاس تھے جو غیر ممالک میں رہنے والوں کے بچوں کے پاس بھی نہ تھے۔

والدین کو بھی عید بارات کے موقع پر پیٹ بھر کر کھانا اور پھل وغیرہ ملتے تھے جبکہ یہ لڑکی بے موسم کے پھل کھاتی تھی۔ بچے ہوئے پھل دوسرے بہن بھائیوں کے کام آتے تھے۔

اچھے پھل، غذائیت والی خوراک، خوشحالی فکر و پریشانی سے دور رہنے والی ریشماں ایک امیر گھرانے کی شہزادی لگتی تھی چلتے پھرتے حسن کی دیوی لگتی جس کے سامنے دوسری لڑکیوں کا حسن ماند پڑ جاتا۔

مگر غربت سب کچھ دھندلا کر رکھ دیتی۔ امیر ماں باپ کی کالی کلوٹی بیٹی بھی پری چہرہ اور لاکھوں میں ایک ہوتی ہے لیکن غریب کی بیٹی بے شک چاند کا ٹکڑا، کنول کا کیچڑ میں کھلا پھول ہو، لیکن جب پھٹے پرانے کپڑے پہن کر نکلتی ہے تو یوں لگتا ہے جیسے چاند کو گرہن لگا ہو۔

☆......☆......☆

اسلم غریب باپ کا بیٹا تھا، باپ کی عمر محنت مزدوری کرتے گزری ایک دن زیر تعمیر مکان کی دیوار کے سائے میں ستانے کے لئے بیٹھا تھا کہ دھڑام سے دیوار گری اور وہ جاں بحق ہو گیا۔ ذمہ داری اسلم کے سر پر آن پڑی تو بچپن میں ہی مزدوری میں جت گیا اور جب جوان ہوا تو ماں کو سر پر سہرا سجانے کا شوق چڑھ آیا تو قریبی رشتہ داروں میں مناسب لڑکی دیکھ کر شادی کر دی گئی۔

اولاد کے معاملے میں اسلم کچھ زیادہ ہی خوش نصیب نکلا، یکے بعد دیگرے چار بیٹے، پانچ بیٹیاں ہو گئیں بچوں کی فوج سے گھبرانے کی بجائے خوش ہونے لگا۔ روزی روٹی کا اللہ مالک ہے غریب نے کون سا زمینوں کا بٹوارا کرنا ہوتا ہے جو اسے زیادہ بچوں کی پریشانی ہو۔ محنت مزدوری سے بچوں کی کفالت کرتا، بچوں کی وجہ سے یہ ذمہ داری بڑھ گئی تھی کہ اب اسے روز کام پر جانا پڑتا بیوی بھی ساتھ دیتی، لوگوں کے گھروں میں کام کرتے یوں پرانے کپڑے اور بچا کچا کھانا مل جاتا۔

زندگی اپنی ڈگر پر رواں دواں تھی اس دوران ایک ایسی بچی پیدا ہوئی جس نے پورے خاندان کو حیران کر دیا پیدائش کے تھوڑے عرصے بعد ہی سمجھدار بچوں کی طرح بولنا اور حرکات کرنا شروع کر دیں۔

بچپن سے جوانی کی حدود میں قدم رکھا تو باپ کی مشکلات کو کم کرنے کے لئے تگ و دو کرنے لگی اسلم مزدور آدمی تھا اولاد کی کثرت سے کچھ تو اسے دن رات محنت کرنا پڑی مگر جوں جوں بچے جوان ہونے لگے اس کے مسائل کم ہوتے گئے سکھ کی ہوا اس کے گھر کے صحن میں گرد و غبار اڑانے لگی۔

اب میاں بیوی بچوں سمیت مزدوری کرتے آٹھ سو ہزار روپے آرام سے دیہاڑی کے مل جاتے۔ سب لوگوں نے مل کر گھر کو دھکیلنے کے لئے محنت مزدوری شروع کر دی۔

شہر سے گاؤں تک پختہ سڑک بننے کا اعلان ہوا تو کتنے ہی غریبوں کے چہرے خوشی سے چمکنے لگے۔ اب انہیں مزدوری کے لئے دوسرے گاؤں یا شہر نہ جانا پڑتا اور نہ ہی مزدوری کے لئے کام ڈھونڈنا پڑتا۔

www.urdupalace.com

کام شروع ہوا تو مزدوروں کا جم غفیر جمع ہو گیا اسلم بھی وہاں پہنچ گیا ہمراہ فیملی پختہ سڑک پر کام کرنے لگا۔
پہاڑی علاقے سے پتھر لانے والے ٹرک خالی کرنے کے لئے ہزار روپے مزدوری ملتی ایک دن ٹرک والوں کو جلدی تھی انہوں نے دوسرا پھیرا جلدی لانا تھا مزدور نہ مل سکے تو انہوں نے اسلم کی منت کی جس کی مزدور ٹیم میں بارہ افراد ایک ہی گھر کے شامل تھے کہ ٹرک خالی کرو ہم آپ کو تین ہزار روپے دیں گے جبکہ یہی تین ہزار دوسرے کام میں دو دن بعد ملنے تھے۔
اسلم نے دو بیٹوں اور ریشماں کو ساتھ لیا اور ٹرک خالی کرنے لگا۔ تھک کر اسلم نیچے اترا پانی پینے لگا بیٹے پہلے ہی نیچے اتر چکے تھے اوپر صرف ریشماں تھی جب وہ لوگ دوبارہ ٹرک کے پاس آئے تو ریشماں پورا ٹرک پتھر سے خالی کر چکی تھی۔ یہ صورت حال دیکھ کر وہ خوش بھی ہوئے اور حیران بھی تین ہزار ملتے ہی وہ تو ہواؤں میں اڑنے لگے۔
سڑک پر مزدوری کرتے کافی دن ہو گئے جس دن ٹرک خالی کر کے پیسے کمائے تھے اس کے بعد انہوں نے سڑک کے کام کا بھی ٹھیکہ لینا شروع کر دیا۔
مخصوص لمبائی تک سڑک پر پتھر اور بجری بچھانے کا ٹھیکہ لے لیتے، یوں جو دیہاڑی ہزار، پندرہ سو روپے بنتی تھی۔ وہی اب دس ہزار میں تبدیل ہو گئی۔
پیسے آنے پر اسلم نے اب کچھ کنجوسی کرنی شروع کر دی، سارا دن کام کرتے شام کو وہی دال روٹی، دن کو کبھی گوشت پکتا۔ ریشماں کے حصے میں ایک آدھ بوٹی آتی جبکہ اسی کے کام کے سہارے پر اب وہ لوگ ٹھیکیدار بن کر ہزاروں روپے روز کما رہے تھے۔

☆......☆......☆

آج پھر عین دوپہر کے وقت جب کام زوروں پر تھا ٹھیکیدار سر پر کھڑا تھا سڑک کے اس حصے کو شام تک لازمی پتھر سے پر کرنا تھا۔ کل اس پر تارکول ڈالنی تھی مگر ریشماں نے سر کو پکڑا او درخت کے نیچے چارپائی پر جا کر سو گئی کام کرنے سے صاف انکار کر دیا۔
"کام میں سب سے زیادہ کروں اور پیٹ بھر کر کھانا نصیب نہ ہو، کیوں؟"
"مجھے کس جرم کی سزا دی جا رہی ہے، جب تک یہ پیٹ بھر کر کھانا نہیں کھاؤں گی کام پر نہیں جاؤں گی۔ دھنیا اور ہرے مرچ کی چٹنی اور نمک والی لسی پی کر میں ہرگز کام نہیں کر سکتی۔"
اسلم سخت پریشان تھا۔ اگر ریشماں کام نہ کرتی تو وہ سب مل کر بھی یہ کام شام تک مکمل نہ کر پاتے۔
پہلے تو میاں بیوی نے اس کی منت سماجت کی، پیار، محبت سے سمجھایا۔ جب نہ مانی تو جھڑکا، دھمکی دی مگر وہ ٹس سے مس نہ ہوئی۔
"جب تک پیٹ بھر کر کھانا وہ بھی گوشت کے ساتھ نہیں کھاؤں گی کام کو ہاتھ نہیں لگاؤں گی۔"
آخر مجبور ہو کر اسلم نے گوشت والے سے پورا پانچ کلو گوشت لیا اس کا خیال تھا کہ وہ بڑی مشکل سے آدھ کلو کھا سکے گی آج شرمندہ کروں گا مگر جب پانچ کلو گوشت پکا کر اس کے آگے رکھا گیا وہ دونوں ہاتھوں سے کھانے لگی اور پانی اس وقت مانگا جب پانچ کلو گوشت چٹ کر چکی تھی کھانے کے بعد دو چار ڈکاریں لیں اٹھ کھڑی ہوئی سب لوگوں کو کہا۔
"میں نے آج پیٹ بھر کر کھانا کھایا ہے اس مہربانی کے بدلے تم سب لوگ یہاں چھاؤں میں بیٹھو میں اکیلی کام کروں گی تم کو ہاتھ ہلانے کی ضرورت نہیں۔"
ٹوکری اٹھائی اور پتھر ڈھونے میں لگ گئی یوں لگتا تھا ٹوکری کو پہیے لگ گئے ہوں یا ہوا میں اڑ رہی ہو ٹوکری میں پتھر کی بجائے پھولوں کی پتیاں لگتی تھیں جن کو اٹھانے میں اسے زور صرف کرنے کی بجائے خوشبوؤں سے محظوظ ہونے کا موقع ملا ہو۔
دس بندوں کا کام اس نے اکیلے ہی گھنٹے سے بھی کم وقت میں کر دیا یوں لگتا تھا کہ پتھر خود اڑ اڑ کر سڑک پر گر رہے ہوں۔ "ٹھیکیدار اور دیگر مزدور سب دیکھ کر حیران تھے کام جلدی ختم کرنے کی خوشی میں پانچ سو انعام ملے۔
اب تو اسلم دن رات دونوں ہاتھوں سے پیسے سمیٹنے لگا۔

www.urdupalace.com

ان گنت روپوں کے آنے کی دیر تھی کہ اسلم کے تیور بدلنے لگے خود ٹھیکیدار بن گیا بیوی بچوں کو کام پر بھیج دیتا خود نہادھو کر گاؤں میں مٹر گشت کرتا ہوٹل پر بیٹھ کر چائے پیتا گاؤں کے چوک میں تاش کے پتوں پر جوا کھیلتا آوارہ دوستوں کا حلقہ بڑھنے لگا اب نشہ بھی کرنے لگا۔

کل کا غریب مزدور سارا دن پختہ سڑک پر پتھر ڈھونے والا اوباش لوگوں کا سرغنہ بن گیا اب تو باقاعدہ گاؤں کی بہو بیٹیوں کو تنگ کرنا شروع کر دیا کل پرزے ایسے نکلے کہ اپنی جوان بیٹیوں کا بھی خیال نہ رہا غیرت چھو کر کے گزر گئی ،اندھے انسان کی مانند ماں ،بہن ،بیوی ،بیٹی کے فرق کا خیال نہ رہا ہر وقت نشے میں ٹن رہتا۔

”نشہ اس لئے حرام قرار دیا گیا ہے کہ آدمی ہوش سے بیگانہ ہو جاتا ہے ،سوچنے سمجھنے کی صلاحیت ختم ہو جاتی ہے اور رشتوں کا احساس نہیں رہتا۔“

لیکن افسوس آج کا نوجوان نشہ کر کے فخر سے نمائش کرتا ہے اور بڑھکیں مارتا ہے آوارہ لوگوں کے دوست بھی انہیں کی طرح معاشرے کے ماتھے پر کلنک کی مانند ہوتے ہیں۔ ہر عزت دار آدمی ان کے شر سے بچنے کی کوشش کرتا ہے کوئی بھی معزز آدمی ان کے منہ نہیں لگتا ان کو ماریں تو بھی بے عزتی اور ان سے مار کھائیں تو بھی بے عزتی۔

☆......☆......☆

مرید کا ڈیرہ اور زمینیں گاؤں سے باہر تھیں کام کاج میں مصروف رہنے کی وجہ سے دن رات ڈیرے پر رہتا جبکہ بیوی کوثر کھانا ڈیرے پر پہنچاتی دودھ وغیرہ گھر لاتی زندگی کی صبح و شام کا پہیہ ایسے ہی چل رہا تھا۔

ایک دن کوثر جب ڈیرے پر کھانا لے کر جا رہی تھی تو اسلم کے ایک مخبوط الحواس دوست نے اس کا راستہ روک لیا۔ پیار و محبت جتانے لگا دوستی کی صورت میں اس کی تمام تر خواہشات کی تکمیل کی پیشکش کی جبکہ انکار کی صورت میں بیچ چوراہے پر بے عزت اور برہنہ کرنے کی دھمکی دی اتنا سننا تھا کہ کوثر نے دودھ کا کٹورا اور کھانا زمین پر رکھا پاؤں سے جوتا اتارا اور نواز پر تھپڑوں ،گالیوں اور جوتوں کی بارش کر دی۔

راستے سے گزرنے والے یہ تماشہ دیکھ کر حیران رہ گے اسلم کا دوست ہونے کی وجہ سے نواز اور اس جیسے دیگر لوگوں کی پہلے بھی کوئی عزت نہ تھی یہاں تو راہ سے گزرنے والوں نے بھی دو چار تھپڑ مارنے ثواب سمجھا غرض خوب مار کھانے کے بعد نواز بڑی مشکل سے جان چھڑا کر بھاگا وہاں سے بچ کر سیدھا اسلم کے پاس آیا اور تمام واقعات اسے سنائے بدلہ لینے کے لئے اس سے مدد مانگی۔

فیصلہ یہ ہوا جب کوثر ڈیرے پر جائے گی راستے میں گھات لگا کر بیٹھیں گے اسے اغواء کر کے دوسرے گاؤں لے جائیں گے۔ سارے دوست اس کی عزت کی دھجیاں اڑائیں گے موبائل سے عریاں تصاویر بنا کر اسے گاؤں میں بے عزت کریں گے۔

دوپہر کے واقعات کا جب کوثر کے گھر والوں کو پتہ چلا تو معلوم ہوا کہ نواز اسلم کے گھر پر ہے وہ لوگ اکٹھے ہو کر وہاں پہنچ گئے اور اسلم سے کہا۔ ”اسے باہر نکالو، لیکن اسلم نے دوسرے دروازے سے بھگا دیا۔

ان لوگوں نے اسلم سے کہا۔ ”اگر نواز یہاں گاؤں میں دوبارہ نظر آیا تو ہم اسے زندہ نہیں چھوڑیں گے ،تمہاری بہتری اسی میں ہے کہ اس کی دوستی چھوڑ دو۔“

یہ دھمکی دے کر سب حضرات واپس گھروں کو لوٹ گئے۔

”شام کو کوثر اس کی والدہ ،ساس اور بہن ایک بار پھر اسلم کے گھر گئیں اس کی بیوی اور بیٹیوں کی منت سماجت کی گئی ، اسلم کو سمجھاؤ برے لوگوں کے ساتھ مل کر ہمیں بدنام نہ کرے ،ہم بھی آپ کی طرح اس کی بیٹیاں ہیں جس کی اپنی بیٹیاں ہوں اسے کسی دوسرے کی ماں بہن کو میلی نگاہ سے نہیں دیکھنا چاہئے۔“

یہ لوگ واپس پلٹے ہی تھے کہ نواز آ گیا اور دروازے پر دستک دینے لگا۔

بیٹی ریشماں نے دروازہ کھولا نواز کو دیکھتے ہی اسے دھتکار دیا گالیوں کی بوچھاڑ کر دی اور دروازہ بند کر دیا شور سن کر اسلم دروازے پر آ گیا اور پوچھا۔

”کون ہے؟“

ریشماں نے کہا۔ ”نواز ہے۔“

www.urdupalace.com

یہ سنتے ہی اسلم نے فوراً دروازہ کھولا اسے اندر بلایا اور بیٹی کو دو تھپڑ مار دیئے کہ دوست کی بے عزتی کیوں کی ہے؟"

ریشماں واپس تو چلی گئی مگر اس کے اندر جوار بھاٹا سر اٹھانے لگا مگر وہ کچھ کر نہیں سکتی تھی۔

نواز کے لئے کھانا تیار کیا گیا کھانے کے بعد صحن کے ایک کونے میں چار پائیوں پر اسلم اور نواز کھسر پھسر کرنے لگے۔

کوثر کو اغوا کرنے کے بارے میں حتمی پلان تیار کرنے لگے۔

اس دوران ریشماں وہاں آ گئی باپ کے پاؤں میں بیٹھ کر دہائیاں دینے لگی۔

"آپ پانچ بیٹیوں کے باپ ہیں عزتوں سے تمہارا گھر بھرا پڑا ہے کوثر بھی ہماری عمر کی ہے اسے بیٹی سمجھیں اور اس کی عزت سے نہ کھیلیں اگر کوئی ہماری عزت سے کھیلے تو آپ کو اچھا لگے گا ویسے بھی اگر اپنی عزت کا تحفظ چاہتے ہو تو دوسروں کی عزت کو اپنی عزت کی طرح عزیز سمجھو۔"

"ہم جب تک انتقام نہیں لیں گے چین سے نہیں بیٹھیں گے، ان لوگوں نے بیچ چوراہے پر میرے دوست کی ہتک کی ہے مارا پیٹا ہے اس کی عزت کے لئے میں کچھ بھی کر سکتا ہوں تم میرے کسی کام میں مداخلت نہ کرو میرا باپ بننے کی کوشش نہ کرو جاؤ سو جاؤ۔" اسلم نے بیٹی کو جواب دیا۔

منصوبہ یہ پاس ہوا کہ کل دوپہر ڈیرے کی طرف جاتے ہوئے کوثر کو اغوا کر کے دوسرے گاؤں لے جائیں گے۔

اگلے دن اسلم اور نواز راستے میں چھپ کر بیٹھ گئے جونہی کوثر گزرنے لگی۔ یکدم سامنے آ گئے کوثر کے منہ میں کپڑا ٹھونسا گیا گاڑی کا انتظام پہلے ہی کر رکھا تھا دونوں نے اٹھایا گاڑی میں ڈالا اور دوسرے گاؤں روانہ ہو گئے۔

وہاں ان جیسے اوباشوں نے کمرے میں بستر لگا رکھا تھا کھانا اور شراب وغیرہ کا بھی انتظام تھا۔

کوثر کو کمرے میں لائے بستر پر دھکیل دیا خود باہر کھانا وغیرہ کھانے لگے۔

شراب وغیرہ پی اور سب سے پہلے اسلم کو کمرے کے اندر بھیجا گیا کہ "جاؤ! ہوس کی پیاس بجھاؤ اس کی عزت کو تار تار کر دو اس نے ہمارے دوست کی بیچ چوراہے پر بے عزتی کی ہے۔"

اسلم جب اندر داخل ہوا تو کوثر منہ گھٹنوں میں چھپائے زارو قطار رو رہی تھی اس نے آؤ دیکھا نہ تاؤ دوپٹہ سر سے اتار کر دور پھینکا قمیض تار تار کر دیا پھر دونوں ہاتھوں سے منہ اوپر کر کے اپنی طرف کیا تو چہرہ دیکھتے ہی اس کے اٹھائیس طبق روشن ہو گئے۔

وہ کوثر نہیں اس کی اپنی بیٹی ریشماں تھی جو قمیض نہ ہونے کی وجہ سے باپ کے سامنے برہنہ بیٹھی تھی۔

یہ دیکھتے ہی اسلم غش کھا کر گرا اور پھر نہ اٹھا۔

ریشماں کی آنکھوں سے غصے کی وجہ سے شعلے نکلنے لگے۔ جنہوں نے پورے گھر کے درو دیوار کو آگ کی طرح لال کر دیا لوہے کی طرح دیواریں تپنے لگیں، ایک بہترین باحیا لباس پہنے باہر نکلی آنکھیں آگ کے انگارے برسا رہی تھیں جدھر نظر جاتی مٹی میں بھی آگ لگ جاتی۔

وہاں پر دیگر لوگ آگ کی تپش کی وجہ سے تلملانے لگے، پاؤں کے نیچے انگارے دہکنے لگے دروازے کی طرف بھاگے تو سامنے انگاروں پر بچھو چل پھر رہے تھے جبکہ دروازے پر ایک بہت بڑا اژدھا منہ کھولے کھڑا تھا۔

واپس پلٹے تو ریشماں کی آنکھوں سے نکلنے والے شعلوں نے انہیں جلا کر کوئلوں میں تبدیل کر دیا۔

یہ کوئلے پانی میں تبدیل ہو کر گندی نالی میں بہنے لگے۔

جبکہ ریشماں ایک حور کی طرح خوب صورت لباس پہنے پروں کی مدد سے پرواز کر کے اپنے گھر کی طرف روانہ ہو گئی۔

جبکہ کوثر دودھ کا مٹکا سر پر رکھے ڈیرے سے گھر کی طرف آ رہی تھی اسے ان واقعات کی دور دور تک خبر نہ تھی۔

www.urdupalace.com